FOR IMMEDIATE RELEASE

31 مئی 2007ء

اے ایل-014-2007

ہیومن رائٹس کونسل

پانچواں اجلاس

تحریری بیان جوایشین لیگل ریسورس سینٹر کی جانب سے پیش کیا گیا

پاکستان: عدلیہ کوتابعدار بنانے کی کوشش مزید خون خرابے کے بغیر ختم کردی جائے

پاکستان میں عدالتی نظام انتہائی کمزور ہے اور وہ عوام کوانصاف فراہم نہیں کرسکتا۔ عدلیہ کی اس کمزوری کیلئے حکومتوں اور خاص طور پر فوجی حکومتوں کی جانب سے مسلسل مداخلت کوموردالزام ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ پاکستان میں عدلیہ روایتی طور پر ہمیشہ ان لوگوں کی مدد کرتی رہی ہے جواقتدار میں ہوں چاہے وہ منتخب سویلین حکومتوں کو برطرف کرکے ہی اقتدار میں کیوں نا آئے ہوں۔

1954ء سے جب اس وقت کے وزیراعظم کواقتدار سے محروم کردیا گیا تھااور اس وقت کے چیف جسٹس مسٹر منیر نے مصلحتوں کی خاطر آئینی قانون کوقربان کردیا تھاپاکستان کی عدلیہ آنکھیں بندکرکے مسلح افواج کادفاع کرنے کیلئے مجبور کردی گئی ہے بجائے اس کے کہ وہ انصاف کی علمبردار کا کردار ادا کرے۔فوج کے اقدامات چاہے کتنے ہی غیر قانونی اور غیر آئینی کیوں ناہوں نظریہ ضرورت کے تحت تصور یہ کیا جاتا ہے کہ فوج کوئی غلط کام کرہی نہیں سکتی۔نظریہ ضرورت جواس وقت نئے حکمرانوں کوتحفظ فراہم کرنے کیلئے وجود میں آیا تھا اس کے بعد سے باربار منتخب حکومتوں کا تختہ الٹنے اور آئین کومعطل رکھنے کے سلسلے میں استعمال کیا جاتا رہا ہے۔پاکستان کی عدلیہ فوج کی تابعداری کے سبب آزادی کے تصور سے یکسر محروم ہوگئی ہے۔

پاکستان کی مسلح افواج اپنے احکامات کی تعمیل کیلئے اعلیٰ عدالتوں کواستعمال کرتی ہیں اور جب بھی عدلیہ کے عناصر اپنی حیثیت منوانے کی کوشش کرتے ہیں اس قسم کے جج صاحبان کوسزادی جاتی ہے۔ان سزاؤں میں ججوں کا اسلامی عدالتوں میں تبادلہ، ان کے خلاف سپریم جوڈیشل کونسل (ایس جے سی) میں ریفرنس بھیجنا، ججوں یا ان کے اہل خانہ کودھمکیاں دینا اور حتیٰ کہ انہیں ملازمت سے برطرف کرنا بھی شامل ہوتا ہے۔پاکستان کی تاریخ میں اعلیٰ عدالتیں نہ توکبھی آزادانہ طور پر کام کرسکیں اور نہ ہی عوام کوانصاف فراہم کرسکی ہیں۔اس وقت 20ہزار سے زائد مقدمات صرف سپریم کورٹ میں زیرالتوا پڑے ہیں۔ ملک میں 3500 سے زائد دیگر عدالتیں بھی موجود ہیں جن میں زیرالتوا مقدمات کی تعداد 10لاکھ سے زائد ہے۔مقدمات کے فیصلوں میں بے انتہا تاخیر اور ناقص کارکردگی کے سبب عدلیہ کاوقار اور پاکستانی شہریوں سے ان کے تعلق کومزید نقصان پہنچ رہا ہے۔

پاکستان کی عدلیہ خاص طور سے ماتحت عدالتوں میں زیرالتوا مقدمات کے فیصلوں میں کم ازکم 5 سے 6 سال لگتے ہیں اگر کوئی مقدمہ اپیل کے مراحل سے گزرے اور خصوصاً اعلیٰ ترین عدالتوں میں چلا جائے تو فیصلے میں 15 سے 20 سال لگ جاتے ہیں۔انتظامیہ

اور عدلیہ نظریاتی طور پر ایک دوسرے سے الگ کر دیئے گئے ہیں لیکن یہ صرف کاغذ پر ہے۔ مثال کے طور پر عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنے کیلئے ایک آرڈیننس 2002ء میں جاری کیا گیا تھا لیکن عملی طور پر ایسا نہیں ہوا۔ مجسٹریٹوں کو انتظامی اور عدالتی اختیارات وفرائض دینے کیلئے ترامیم تو کی گئیں لیکن اس کے نتیجے میں عدلیہ کی آزادی مزید کم ہوگئی اور مقدمات کے فیصلوں میں تاخیر مزید بڑھ گئی۔ بعض اوقات تو یہ بھی ہوتا ہے کہ معمولی نوعیت کے جرائم میں ملوث قیدیوں کو مقدمات کی سماعت کے دوران اتنا طویل عرصہ جیلوں میں رہنا پڑتا ہے جو ان کے جرم کی زیادہ سے زیادہ سزا کی مدت سے بھی کہیں زیادہ طویل ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ پاکستان میں دہرا عدالتی نظام بھی رائج ہے۔ ان میں سے ایک تو وہ روایتی سیکولر عدالتی نظام ہے جو انڈین ایکٹ مجریہ 1935ء کے تحت کام کر رہا ہے جبکہ دوسرا اسلامی یا شرعی عدالتوں کا نظام ہے اور یہ دونوں نظام ایک دوسرے کے متوازی چل رہے ہیں جس کی بنا پر اکثر الجھنیں پیدا ہوتی ہیں اور یہ صورتحال ناانصافی کا سبب بھی بنتی ہے۔ دہرے قانونی نظام کے سبب خاص طور پر ایک قابل قبول مدت میں انصاف حاصل کرنا انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔ قتل، زنا اور دیگر سنگین نوعیت کے جرائم میں شرعی عدالتیں اکثر وبیشتر مداخلت کرتی ہیں اور جب شرعی عدالتیں اس قسم کے مقدمات میں کوئی فیصلہ صادر کر دیں تو پھر انہیں سیکولر عدالتوں کے فیصلوں پر فوقیت حاصل ہو جاتی ہے چاہے وہ فیصلے بے تکے اور بے ہنگم ہی کیوں نہ ہوں۔

اعلیٰ عدالتوں کے جج صاحبان کا تقرر صدر پاکستان کرتے ہیں اور پاکستان میں **مسلسل** سیاسی عدم استحکام کی صورتحال کے باعث صدر مملکت بیشتر صورتوں میں مسلح افواج یا سول سروس کے رکن ہوتے ہیں۔ ایسا شاذونادر ہی ہوتا ہے کہ جمہوری طور پر منتخب کوئی شخص صدارت کے اعلیٰ ترین منصب پر فائز ہو۔ بحیثیت جج تقرر کیلئے امیدواروں کی سفارش سپریم جوڈیشل کونسل کرتی ہے لیکن تقرر صدر پاکستان کی جانب سے کیا جاتا ہے اور تقرر سے قبل امیدواروں کی شناخت کبھی ظاہر نہیں کی جاتی۔ جج صاحبان سیاسی تقرریوں کے باعث انتظامیہ کے کنٹرول میں آجاتے ہیں اور اس کے عدلیہ پر بحیثیت مجموعی خاص طور سے اس وقت انتہائی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں جب **ملک** میں فوج برسر اقتدار رہو۔

پاکستان اس وقت ایک ایسے سنگین سیاسی بحران سے دوچار ہے جو انتظامیہ اور عدلیہ کے درمیان براہ راست کشیدگی کا نتیجہ ہے۔ جنرل پرویز مشرف نے چیف جسٹس مسٹر افتخار چوہدری کو 9 مارچ 2007ء کو معطل کر دیا۔ خیال ہے کہ یہ کارروائی جج صاحبان کی از خود کارروائیوں کا نتیجہ ہے جن میں وہ عوامی مفاد کے معاملات کا اپنے طور پر نوٹس لیتے ہوئے معمول کے عدالتی طریقہ کار کو نظر انداز کر کے سماعت کرتے ہیں تاکہ اس قسم کے مقدمات کے فیصلوں میں تاخیر نہ ہو۔ معطل چیف جسٹس نے بھی بعض ایسے مقدمات میں قابل تعریف فیصلے دیئے تھے جن میں حکومت اور فوج براہ راست ملوث تھی، ان میں پاکستان اسٹیل ملز کی نجکاری میں بے قاعدگیوں کا مقدمہ بھی شامل تھا۔ سپریم کورٹ بعض حساس نوعیت کے مقدمات کی سماعت بھی کر رہی تھی جن میں مثال کے طور پر فوج اور حکمران پارٹی کی جانب سے دارالحکومت اسلام آباد کے قریب واقع ہل اسٹیشن مری میں زمینوں پر قبضہ اور گمشدگیوں کے مقدمات شامل ہیں۔ گمشدگیوں کے مقدمات کے سبب پاکستانی فوج کی خفیہ ایجنسیوں کی طرف توجہ مبذول ہو رہی تھی اور کہا جاتا ہے یہی سبب تھا کہ جنرل پرویز مشرف نے اپنے وکلاء

کے ذریعے چیف جسٹس افتخار چوہدری کے خلاف ایک مہم شروع کروائی تھی۔

معطل چیف جسٹس کے وہ اقدامات جن کی وجہ سے فوجی حکومت مشتعل ہوئی سپریم کورٹ میں انسانی حقوق سیل کا قیام اور لوگوں کو زبردستی لاپتہ کرنے کے مقدمات کی مسلسل سماعت سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ چیف جسٹس کو معطل کرنے کے بعد انتظامیہ اس بات کی کوشش کررہی ہے کہ عدلیہ کو بحیثیت مجموعی تابعدار بنالیا جائے۔ اس مقصد کیلئے چیف جسٹس اور ان کے خاندان کو دھمکیاں دی جارہی ہیں جبکہ اس صورتحال پر احتجاج کرنے والے وکلاء کے ساتھ ان مسائل کو اٹھانے اور صورتحال کی رپورٹنگ کرنے والے صحافیوں کو بھی ہراساں کیا جارہا ہے۔

چیف جسٹس افتخار چوہدری نے صدارتی کیمپ آفس راولپنڈی طلب کئے جانے کے موقع پر پیش آنے والے واقعات سے متعلق ایک حلفیہ بیان 29 مئی 2007 کو سپریم کورٹ میں پیش کیا ہے جس میں انہیں مستعفی ہونے کیلئے مجبور کرنے، زبردستی نظربند کئے جانے، ہراساں کرنے، ان کی رہائش گاہ پر انٹیلی جنس اہلکاروں کے قبضے اور دیگر معاملات کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔

چیف جسٹس 13 مارچ کو جنرل پرویز مشرف کی درخواست پر پہلی مرتبہ سپریم جوڈیشل کونسل کے سامنے پیش ہوئے تو پولیس اور قانون نافذ کرنے والے دیگر اداروں کے اہلکاروں نے انہیں جسمانی حملے کا نشانہ بنایا تھا۔ اسی دن چیف جسٹس کے کئی حامیوں اور وکلاء پر پولیس نے بری طرح تشدد کیا اور متعدد افراد کو گرفتار کرلیا گیا۔ اس بحران کے آغاز سے تقریباً تین ماہ کی مدت کے دوران حکومت اور اس کی اتحادی سیاسی جماعتیں 2 ٹیلی ویژن اسٹیشنوں پر اس لئے حملے کرچکی ہیں کہ وہ بحران کے بارے میں آزادانہ رپورٹنگ کررہے تھے، ان میں آج ٹی وی اسٹیشن شامل ہے جس کی عمارت پر 12 مئی کو آتشیں اسلحہ سے حملہ کیا گیا جبکہ حکومت نے جیو ٹی وی پر پابندیاں عائد کردیں۔ صوبہ پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں وکلاء اور عوام کے احتجاج اور جلوسوں پر پولیس کی جانب سے بے پناہ تشدد کیا گیا جس کے نتیجے میں متعدد صحافی زخمی ہوگئے۔

چیف جسٹس کی نمائندگی کرنے والے وکلاء پر حملے کئے گئے اور انہیں دھمکیاں دی گئیں۔ سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر اور معطل چیف جسٹس کی نمائندگی کرنے والے مسٹر منیر ملک پر نامعلوم افراد نے حملہ کیا اور 10 مئی کو کراچی، صوبہ سندھ میں ان کے گھر پر گولیاں برسائی گئیں۔ بتایا جاتا ہے کہ پولیس نے چیف جسٹس کی نمائندگی کرنے والے ایک اور وکیل مسٹر علی احمد کرد کو جو پاکستان بار کونسل کے نائب صدر بھی ہیں 27 اپریل کو صوبہ بلوچستان کے دارالحکومت کوئٹہ سے اغوا کرنے کی کوشش کی۔ راولپنڈی بار ایسوسی ایشن کے ایک رکن مسٹر غلام مصطفیٰ گوندل کو خفیہ ایجنسی کے اہلکاروں نے 27 اپریل 2007 کو اغوا کرکے بری طرح تشدد کا نشانہ بنایا۔

سپریم کورٹ کے باہر مسلسل احتجاج اور مظاہروں کے دوران کئی افراد کو گرفتار کیا گیا اور ان کے ساتھ انتہائی برا سلوک کیا گیا اور حتیٰ کہ انہیں تشدد کا نشانہ بنایا گیا، ان لوگوں کو جن میں ممتاز سیاسی رہنما اور ارکان پارلیمنٹ بھی شامل تھے کئی روز بعد رہائی ملی۔

سپریم کورٹ کے ایڈیشنل رجسٹرار حماد رضا جنہوں نے چیف جسٹس کے خلاف حکومت کی حمایت کرنے سے انکار کیا تھا 14 مئی کو اپنی رہائش گاہ پر ایک حملے میں ہلاک ہوگئے۔ حکومت کا دعویٰ ہے کہ ان کے قاتل 30 مئی کو گرفتار کرلئے گئے تاہم مقتول حماد رضا کی اہلیہ

اور بار ایسوسی ایشن کے عہدیداروں کو شبہہ ہے کہ جولوگ گرفتار کئے گئے وہی اصل ملزمان ہیں۔

معطل چیف جسٹس جب 12 مئی 2007ء کو سندھ بار ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام سپریم کورٹ کی گولڈن جوبلی تقریب میں شرکت کیلئے کراچی پہنچے تو حکومت اور حکمراں سیاسی جماعت ایم کیو ایم نے انہیں ایئرپورٹ سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دی اور ایک مرتبہ پھر انہیں جسمانی حملے کا نشانہ بنایا گیا۔

اسی دن یعنی 12 مئی 2007ء کو کراچی میں چیف جسٹس کی آمد کے موقع پر احتجاج سے پیدا ہونے والی صورتحال کے نتیجے میں 51 افراد کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا جبکہ 300 سے زائد زخمی ہو گئے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ حکمران پارٹی ایم کیو ایم کے انتہا پسند ان اموات اور لوگوں کو زخمی کرنے کے ذمے دار ہیں۔

پاکستان میں اس وقت ایک گہرا بحران پایا جاتا ہے جس کا مرکزی سبب عدلیہ کی آزادی کا مسئلہ ہے۔ اقوام متحدہ کی ہیومن رائٹس کونسل سے اپیل کی جاتی ہے کہ پاکستانی حکام پر زور دیا جائے کہ عدلیہ کے ارکان اور ان کے حامیوں کے خلاف تمام ظالمانہ کارروائیاں فوری طور پر بند کی جائیں اور مزید کسی تاخیر یا خونریزی کے بغیر عدلیہ کی آزادی اور قانون کی حکمرانی یقینی بنائی جائے۔

###

اے ایل آر سی کے بارے میں: ایشین لیگل ریسورس سینٹر ایک آزاد علاقائی غیر سرکاری ادارہ ہے جو اقوام متحدہ کی اکنامک اینڈ سوشل کونسل میں عمومی مشاورتی رتبہ رکھتا ہے۔ اے ایل آر سی ایشین ہیومن رائٹس کمیشن کا ذیلی ادارہ ہے۔ یہ گروپ جس کا صدر دفتر ہانگ کانگ میں واقع ہے پورے ایشیا میں مقامی اور قومی سطح پر قانونی اور انسانی حقوق سے متعلق مسائل پر مثبت اقدامات کی حوصلہ افزائی اور انہیں تقویت پہنچانے کی کوششوں میں سرگرم عمل ہے۔

Asian Human Rights Commission

19/F, Go-Up Commercial Building,

998 Canton Road, Kowloon, Hongkong S.A.R.

Tel: +(852) - 2698-6339 Fax: +(852) - 2698-6367

--